(۱۳) رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنا یا ہاتھ باندھنا

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔ حضرت وائلؓ فرماتے ہیں :۔

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز
اِذَا کَانَ قَائِمًا فِی	میں کھڑے ہوتے تو سیدھے
الصَّلٰوۃِ قَبَضَ بِیَمِیْنِہٖ	ہاتھ سے الٹے ہاتھ کو پکڑ لیا
عَلٰی شِمَالِہٖ (نسائی باب وضع	کرتے تھے۔

الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ جزء اول

صٓ ۱۰۲)

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والے کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد کھڑا ہونا بھی قیام ہے لہذا اس قیام میں بھی ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

جوابات اس دعوے کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے :-

پہلا جواب ان لوگوں کا دعویٰ خاص ہے اور دلیل جو یہ پیش کر رہے ہیں عام ہے لہذا اس سے حجت قائم نہیں ہوگی۔ انہیں چاہیئے کہ کوئی ایسی صریح حدیث پیش کریں جس میں رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر ہو۔ دعویٰ خاص کے لئے دلیل بھی خاص چاہیئے۔

دوسرا جواب یہ تو صحیح ہے کہ لغوی اعتبار سے رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام ہے لیکن شرعی اصطلاح میں رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل روایت اس

کی تائید کرتی ہے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں :۔

كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى	قیام اور قعود کو چھوڑ کر رسول
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع،
سُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	آپ کے سجدے، دونوں سجدوں
وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ	کے درمیان (بیٹھنا) اور جب
مِنَ الرُّكُوْعِ مَاخَلَا	آپ رکوع سے سر اٹھاتے یہ
الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا	سب تقریبًا برابر ہوتے تھے۔

مِّنَ السَّوَآءِ (صحیح بخاری کتاب

الصلوٰۃ باب استواء الظھر فی الرکوع جزء

اول صنٓ)

اس روایت میں حضرت براءؓ نے قیام کا علیحدہ ذکر کیا اور رکوع سے سر اٹھانے کا علیحدہ ذکر کیا۔ رکوع سے سر اٹھانے کو قیام نہیں کہا لہذا ثابت ہوا کہ قیام اور رکوع

سے سر اٹھانے میں فرق ہے۔ قیام میں ہاتھ باندھنے کی دلیل سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے پر استدلال صحیح نہیں۔

تیسرا جواب اس حدیث کے روایت کرنے والے حضرت وائل رضؓ ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے متکلم کے منشار کو متکلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا لہٰذا حضرت وائل رضؓ اپنی روایت کردہ حدیث کا جو مطلب بتائیں گے وہی صحیح ہوگا، باقی مطالب غلط ہوں گے۔

حضرت وائل رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ رَاٰی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْهِ	وسلم کو دیکھا کہ (جب) آپؐ صلوٰۃ
حِیْنَ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ	میں داخل ہوئے تو دونوں ہاتھ
کَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ	اٹھائے (اور) اللہ اکبر کہا۔ ہمام
حِیَالَ اُذُنَیْهِ ثُمَّ	نے بتایا کہ آپ نے دونوں ہاتھوں

اِلْتَحَفَ بِثَوْبِہٖ ثُمَّ	کو اپنے کانوں کے سامنے کرلیا،
وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى	پھر اپنا کپڑا اوڑھ لیا، پھر آپ
عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا	نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ
اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ	پر رکھ لیا پھر جب رکوع کا ارادہ
يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ	کیا تو ہاتھوں کو کپڑے سے
ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ	باہر نکالا، پھر ان دونوں کو
فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ	اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر
اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ	رکوع کیا، پھر جب سَمِعَ اللّٰہُ
يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ	لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا تو (پھر) دونوں
سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔	ہاتھوں کو اٹھایا، پھر جب
(صحیح مسلم باب وضع یدہ الیمنی علی	سجدہ کیا تو دونوں ہتھیلیوں
الیسریٰ جز اول ص۱۷۳)	کے درمیان سجدہ کیا۔

اس حدیث میں حضرت وائلؓ نے خود بتا دیا کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قیام میں ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا تھا۔ نسائی کی مندرجہ بالا حدیث مجمل ہے اور صحیح مسلم کی یہ حدیث مفصل ہے گویا یہ حدیث نسائی کی حدیث کی تشریح کرتی ہے، حضرت وائلؓ کا جو منشار تھا اس حدیث میں اس کی وضاحت انہوں نے خود کر دی۔ حضرت وائلؓ کی اس صراحت کے بعد ان کے الفاظ کے ایسے معنیٰ کرنا جو اُن کی منشار کے خلاف ہے بہت بڑی زیادتی ہے۔

(نوٹ :۔ اس حدیث میں حضرت وائلؓ سے روایت کرنے والے ان کے بیٹے علقمہ اور ان کے آزاد کردہ غلام ہیں)۔

اس مضمون کی دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت وائل فرماتے ہیں :۔

قُلْتُ لَاَ نْظُرَنَّ اِلٰی میں نے کہا میں ضرور رسول اللہ

صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کو
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ یُصَلِّیْ	دیکھوں گا کہ آپ کس طرح صلوٰۃ
فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ فَقَامَ فَکَبَّرَ	ادا کرتے ہیں۔ الغرض میں نے
وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی حَاذَتَا	آپ کو دیکھا، آپ کھڑے ہوئے
بِاُذُنَیْہِ ثُمَّ وَضَعَ یَدَہُ	اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ اٹھائے
الْیُمْنٰی عَلٰی کَفِّہِ الْیُسْرٰی	یہاں تک کہ ہاتھ کانوں کے
وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ	سامنے آگئے، پھر سیدھا ہاتھ
فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ	الٹے ہاتھ کی ہتھیلی، پہونچے
رَفَعَ یَدَیْہِ مِثْلَھَا	اور کلائی پر رکھ لیا، پھر جب
قَالَ وَوَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی	رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو ہاتھوں
رُکْبَتَیْہِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ	کو اسی طرح اٹھایا، (پھر رکوع
رَاْسَہٗ رَفَعَ یَدَیْہِ مِثْلَھَا	کیا) اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ
ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ کَفَّیْہِ	لیا، پھر جب رکوع سے سر اٹھایا

بِحِذَاءِ اُذُنَیْهِ ثُمَّ قَعَدَ	تو اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھائے
.... (نسائی باب موضع الیمین	پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں
من الشمال فی الصلوٰۃ جزء اول ص۱۰۲)	کو کانوں کے محاذ میں رکھا، پھر
	آپ بیٹھ گئے ...... الخ

(نوٹ :۔ اس حدیث کو حضرت وائل رضؓ سے روایت کرنے والے کلیب ہیں اور اس حدیث کی سند صحیح ہے)۔

ابوداؤد میں حضرت وائل کے الفاظ یہ ہیں :۔

قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی صَلٰوۃِ	میں نے کہا میں ضرور رسول اللہ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کو دیکھوں
وَسَلَّمَ کَیْفَ یُصَلِّیْ قَالَ	گا کہ آپ کس طرح صلوٰۃ ادا فرماتے
فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	ہیں، (میں نے دیکھا) رسول اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ	صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے
الْقِبْلَۃَ فَکَبَّرَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ	آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا، پھر

حَتّٰی حَاذَتَا اُذُنَیْہِ ثُمَّ	اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھوں
اَخَذَ شِمَالَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَلَمَّا	کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ کانوں
اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَھُمَا	کے سامنے آگئے، پھر آپ نے اپنے
مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ وَضَعَ یَدَیْہِ	سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ کو پکڑ
عَلٰی رُکْبَتَیْہِ قَالَ فَلَمَّا	لیا، پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ
رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ	کیا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح
رَفَعَھُمَا مِثْلَ ذٰلِکَ فَلَمَّا	اٹھایا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے
سَجَدَ وَضَعَ رَاْسَہٗ بِذٰلِکَ	گھٹنوں پر رکھ لئے، پھر جب رکوع
الْمَنْزِلِ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ	سے سر اٹھایا تو ہاتھوں کو اسی
ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَہُ	طرح اٹھایا، پھر جب سجدہ کیا تو
الْیُسْرٰی وَوَضَعَ یَدَہُ	اپنے سر کو ہاتھوں کے درمیان
الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِہٖ	اسی جگہ رکھا (یعنی کانوں کو
الْیُسْرٰی وَحَدَّ مِرْفَقَہُ	ہتھیلیوں کے سامنے رکھا)، پھر

اَلْاَیْمَنَ عَلٰی فَخِذِہٖ الْیُمْنٰی	آپ بیٹھ گئے اور الٹے پیر کو بچھایا
وَقَبَضَ ثِنْتَیْنِ وَحَلَقَ	پھر آپ نے اُلٹے ہاتھ کو اُلٹی ران
حَلْقَۃً .... (ابوداؤد	پر رکھا اور اپنی سیدھی کہنی کو سیدھی
باب تفریع افتتاح الصلوٰۃ جزء اول	ران پر تان لیا، پھر دو انگلیوں کو
ص۱۱۲) وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ	بند کر لیا اور (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے
وَضَعَ کَفَّہٗ الْیُمْنٰی عَلٰی	کا) حلقہ بنایا۔ ابوداؤد وطیالسی
فَخِذِہٖ الْیُمْنٰی	کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ
(ابوداؤد والطیالسی ص۱۳۷) وسندہ صحیح۔	آپ نے اپنی سیدھی ہتھیلی کو
	سیدھی ران پر رکھ لیا۔

مندرجہ بالا احدیث میں خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں۔ حضرت وائلؓ نے کس صراحت کے ساتھ ہاتھوں کے باندھنے کے مقام کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ہر رکن میں ہاتھوں کی جگہ بتائی۔ رکوع سے پہلے ہاتھوں کی جگہ بتائی، رکوع میں

ہاتھوں کی جگہ بتائی، سجدہ میں ہاتھوں کی جگہ بتائی، جلسہ میں ہاتھوں کی جگہ بتائی لیکن رکوع کے بعد کی حالت میں ہاتھوں کی جگہ نہیں بتائی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد ہاتھ نہیں باندھتے تھے۔

ایک اعتراض اس حدیث میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں ہے اور عدم ذکر سے عدم شئے ثابت نہیں ہوتا لہذا اس حدیث میں ہاتھ چھوڑنے کی کوئی دلیل نہیں۔

اعتراض کا جواب اگر کسی حدیث میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کی صراحت ہوتی تو پھر یقیناً عدم ذکر سے عدم شئے ثابت نہیں ہوتا لیکن کسی بھی حدیث میں رکوع کے بعد باندھنے کی صراحت نہیں لہذا ایسی صورت میں عدم ذکر عدم شئی کو مستلزم ہے۔

خلاصہ الغرض حضرت وائل رضؓ نے خود بتا دیا کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع سے پہلے ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے کسی بھی حدیث میں یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع کے بعد ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا۔ حضرت وائل رضؓ نے ہر رکن میں ہاتھوں کی جگہ بتائی اور صراحت کے ساتھ بتائی لیکن نہیں بتائی تو رکوع کے بعد کی حالت میں ہاتھوں کی جگہ نہیں بتائی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت وائل رضؓ کی مجمل روایت سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے پر استدلال صحیح نہیں۔

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والوں سے ایک فیصلہ کن سوال

ہاتھ باندھنے والوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد ہاتھ باندھتے تھے۔ ہم اسے تسلیم کئے لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ باندھتے تھے تو صحابۂ کرام بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے، پھر تابعین بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے چلتا رہا ہوگا۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ ہمیں وہ موڑ بتایا جائے جس موڑ پر پہنچ کر لوگوں نے ہاتھ باندھنے کے فعل کو یکلخت چھوڑ دیا، کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی، نہ محدثین نے اس سلسلہ میں کوئی جزء تالیف کیا اور نہ اپنی کتابوں میں اس مضمون پر باب باندھے۔ ہر سنّت جب چھوڑی گئی اس کے خلاف آواز اٹھی، اختلاف ہوا، لیکن یہ کیسی سنّت تھی کہ سب نے اسے چھوڑ دیا اور کسی ایک نے بھی اس ترکِ سنّت کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ ایک متواتر سنّت کو چھوڑ کر خلاف سنّت عمل شروع کر دیا۔

سنّت کی جگہ بدعت نے لے لی اور سب خاموش رہے۔

یہ کیسے ممکن ہے؟

خلاصہ ہم نے جس موڑ کے متعلق سوال کیا ہے ظاہر ہے کہ ہاتھ باندھنے والوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ باہمی مذاکرہ میں وہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکے، لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ رکوع کے بعد کبھی ہاتھ باندھے ہی نہیں گئے، ہمیشہ ہاتھ چھوڑے گئے اور یہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ تسلسل اور تواتر کے ساتھ منتقل ہوتا رہا اور آج اُسی تواترِ عملی پر ہمارا عمل ہے۔

جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عملاً متواتر چلا آرہا ہو اس پر آبائی تقلید کا طعن اہلِ علم کے شایانِ شان نہیں۔ آبائی تقلید میں وہ عمل گمراہی ہوتا ہے جس کا سلسلہ کسی نبی تک نہ پہنچتا ہو۔ مزید برآں ہاتھ چھوڑنے کا عمل

پوری اُمّت کا متواتر عمل ہے، اس کو آبائی تقلید سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

کونسا عملی تواتر حجت نہیں اور کونسا عملی تواتر حجت ہے

کسی عمل کا تواتر اُس صورت میں ہرگز حجت نہیں ہوگا جب وہ عمل احادیث اور آثار صحابہ کے خلاف ہو اس لئے کہ عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں کسی عمل کا نہ ہونا اس کے تواتر کے منافی ہے۔ جب ابتداء ہی میں عمل نہ ہو تو تواتر باقی ہی نہیں رہے گا لیکن اگر کوئی عمل متواتر چلا آرہا ہو اور عہدِ رسالت یا عہدِ صحابہ میں اس کے ٹوٹنے کا مطلقاً ثبوت نہ ہو تو وہ عمل حجت ہوگا۔

حجت قاطعہ مندرجہ ذیل حدیث میں واضح طور پر ہاتھ گرانے کا ذکر ہے:

ثُمَّ يَمْكُثُ قَائِمًا حَتّٰى يَقَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَهْبِطُ سَاجِدًا

پھر آپ کچھ دیر اس حالت میں کھڑے رہتے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر گری ہوئی ہوتی پھر سجدہ کرتے۔ (حتّٰی کے معنی کے لئے امام راغب کی کتاب مفردات القرآن اور مشہور لغت محیط المحیط (ج ۱/ [illegible])

(مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الصلوٰۃ عن ابی حمید سندہٗ صحیح۔ جزء اول ص ۲۲۵)